توکلِ سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ

اسماء غلام رسول

ABSTRACT:
The meaning of Tawakal is to have fath in God. Being a muslim we have strongly believe in Allah, is a fundamental piller of Islam. Sultan Bahu is a mystic poet of punjabi language. In this Article we discuss the concept of Tawakal describe by Sultan Bahu.
He wrote many "Si-harfi" which are based on the complete trust in God and he makes us relize the greatness of God.

تو کل کے لغوی معنی ” اللہ تے بھر و سہ کرن‘ سہا را‘ آسرا “(۱)کے ہیں یعنی توکل کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین۔ توکل کے اصطلاحی معنی کے حوالے سے سید محمد ذوقی لکھتے ہیں :

”خدا پر بھروسہ کرنا اپنے جملہ امور خدا کے سپرد کر دینا۔“ (۲(

یعنی اپنا ہر کام اللہ کے بھروسے پر کرنا توکل کہلاتا ہے

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر توکل کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ سورۃ آل عمران میں ہے۔

فااذا عرفت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین (۳(

ترجمہ :

پس جو کسی بات کا ا رادہ پکا کر لو تو اللہ تعالی پر توکل (بھروسہ) کرو بے شک توکل والے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں -

جب انسان کو ئی کام کر نے کا ارادہ کرے خواہ وہ کام دنیا کاہویا دین کا تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل توکل کرے کیونکہ اس کائنات کا مالک اللہ تعالی ہے اللہ تعالی خود فرماتا ہے کہ کائنات کی کوئی چیز میرے حکم کے بغیر نہیں چلتی میں ہر چیز پر قادر ہوں ۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو توکل کا حکم دیا ہے:

وعلی اللہ فتوکل ان کنتم مومنین (۴(

ترجمہ :

اور مسلمانوں کو اللہ تعالی پر ہی توکل(بھروسہ)کرنا چاہیے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو خاص طور پر حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کی ذات پر مکمل توکل کرنا چاہیے۔ا یک سچے مومن کا اعتماداور بھروسہ اللہ تعالی کی ذات پر ہوتا ہے کیونکہ اس کا ا عتقاد اس

با ت پر ہو تا ہے کہ اللہ تعا لی کے ہی و سیلے سے ا سے کا میا بی ملتی ہے ، اس کا اپنے رب کی ذات پر بھر و سہ کر نا ہی تو کل کہلا تا ہے۔

کما لات برکت میں تو کل کے با رے میں درج ہے:

’’اللہ اور اس کے آ خر ی ر سو ل ﷺ کے ا ن سا رے و عدوں پر بھی مکمل بھر و سہ اور پختہ ا یما ن ہو نا چا ہیے ۔جو اللہ نے ا پنے سیدھے را ستے پر چلنے وا لوں کے لیے کئے ہیں ...اور ان سا رے نقصا نا ت‘ تکا لیف اور محرو میو ں کو بڑے حو صلے‘صبرو ا ستقامت اور پا مر دی سے بر دا شت کر جا ئے جو اس راہ میں حا ئل ہو ں ۔ مو من کا یہی غیر متز لزل بھر و سہ وہ تو کل ہے۔ جس کے بغیر ا یمان کا مل نہیں ۔‘‘(۵(

آنحضر ت شیخ عبدا لقا در جیلا نی فر ما تے ہیں :

’’تو ا پنے رزق کے با رے میں فکر نہ کرکیو نکہ رزق کو جتنا تو تلا ش کر تا ہے۔اُس سے زیا دہ رزق تجھے تلاش کرتا ہے۔جب تجھے آج کے دن کا رزق مل گیاتو کل آ نے والے دن کے رزق کی فکر نہ کر۔جس طر ح تو گز شتہ دن کو چھو ڑ گیا کہ وہ دن گزر گیا‘ آنے والے دن کا تجھے معلوم نہیں کہ آتا ہے یا نہیں ۔ اس لیے تو آج کے دن میں مشغو ل رہ۔‘‘ (۶(

صوفیا کرام نے توکل کی تین علامتیں بتا ئی ہیں :

۱ ۔ بندہ غیر خدا کو اپنا مددگار نہ سمجھے ۔۲۔ خدا کے سوا کسی کو اپنا رازق نہ سمجھے ۳۔خدا کے سوا کسی کو اپنے علم کا مقصود نہ جانے اللہ تعالی کے علاوہ بندہ کسی کو اپنا مددگار نہ سمجھے بلکہ ہر حال میں اللہ تعالی کی ذات پر اپنا توکل رکھے کیونکہ زندگی کے ہر معا ملے میں اللہ تعالی ہی کا ر سا ز ہے۔ رزق کا ہی معا ملہ د یکھ لیجیے ۔ہم سب جا ننے اور سمجھنے کے با وجود کہ ر ازق رب تعا لی کی ذات ہے ۔وہ ذات تو پتھر میں بھی کیڑے کو رزق د یتی ہے مگرا فسوس آج کاانسان اسی کے پیچھے خو ار ہو رہا ہے۔اگر یہ کہا جا ئے کہ معا شرے میں بہت سی برا ئیا ں توکل کی کمی کی وجہ سے ہیں توغلط نہ ہو گا۔جب کہ ا للہ تعا لی خود فر ما تے ہیں ۔

’’زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جسکی روزی میر ے ذمہ نہ ہو۔‘‘ (۷ (

د نیا میں جتنے بھی انبیاء کرام آئے اُن سب نے انسان کو اللہ تعالی کی ذات پر توکل کا درس دیا اور یہی درس صوفیا ء کرام نے مخلو ق خدا کو دیا۔ان بزرگانِ دین اور صوفیاء کرام نے اپنے قول فعل عمل اور اپنی آفاقی تعلیمات سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کیا اور ان صوفیاء کرام نے اپنی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے کتابیں بھی تصنیف کیں ان صو فیا ئے کر ا م کے ا نمو ل گلد ستے کا ایک نا یا ب پھول حضرت سلطان باہوہیں ۔آپ ایک ہمہ گیر شخصیت کے حامل ہیں ۔ رومانیت، علمیت اور سخن وری میں ان کا اعلیٰ مقام ہے جس کا زمانہ معترف ہے جن کی تعلیمات کی خو شبو نے کل کا ئنات کو معطر کر ر کھا ہے۔ آپ کی تاریخ پیدائش، جائے پیدائش اور وصال کے بارے میں جناب پروفیسر محمد حیات سیال اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں ’’ حضرت سلطان باہوؒ شورکوٹ ضلع جھنگ دے اک پنڈ ’’اعوان‘‘ وِچ سہ1039ھ وِچ پیدا ہوئے ایہناں دا وصال سہ1104ھ جمادی الثانی دے مہینے وِچ ہویا‘‘ ۔(۸(

حضرت سلطان باہوؒ نے پنجابی زبان کی مشہور صنف سی حرفی میں شاعری کی اور ان کی شاعری پنجابی ادب میں ایک لازوال سرمایہ ہے۔آپ کی سی حرفیوں کے موضوعوں کا احاطہ کیا جائے تو وہاں ہمیں ایک اہم موضوع ''توکل ''ملتا ہے۔

آپؒ نے توکل کے حوالے سے نہایت خو ب صورت بات کی ہے کہ اے بندے اپنے دل میں یہ وہم گمان چھوڑ دے کہ اگر کام نہیں کرو ں گا تو مجھے رزق نہیں ملے گا ۔آپ ا نسا ن کو پرندے کی مثال دے کر سمجھا رہے ہیں کہ ان پرندوں کا توکل دیکھوکہ ا پنے رب کی ذات پر بھروسہ اور یقین کر کے اڑتے ہیں ا ور اپنے ساتھ کھانے پینے کی کوئی چیز نہیں رکھتے اور نہ ہی ذخیرہ کر تے ہیں ۔اللہ تعالی کی ذات ہر روز ان کو رزق عطا کر تی ہے۔ اس ضمن آ پ فرماتے ہیں :

دلیلاں چھوڑ وجودوں ہو ہشیار فقیرا ہو
بنھ توکل پنچھی اُڈدے پلے خرچ نہ زیرا ہو
روز روزی اُڈکھان ہمیشہ نہیں کردے نال ذخیرا ہو
مولا خرچ پو ہنچاوے باھو جو پتھر وچ کیڑاھو (۹(

صوفیا کرام کے نزدیک اگر انسان کو اللہ تعالی پر توکل اختیار کرتے ہوئے پر یشانی اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے تو وہ اس سے ہرگز نہ گبھرائے کیونکہ ہر تکلیف اور دکھ کے بعد آسانی میسر آتی ہے ۔ا گر توکل کی رو ایت کی با ت کرے توہمیں سب سے پہلے توکل حضرت آدم علیہ السلام ا ور ا ما ں حواکے ہا ں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالی نے جب ان کو دنیا میں بھیجا تو وہ دونوں ا پنے سا تھ کچھ نہیں لے کر آئے بلکہ توکل پر انحصار کرتے ہوئے اس دنیا میں آئے۔ اللہ پاک نے اس دنیا میں اُن کے لئے اسباب بنا دیے۔جتنے بھی انبیاء کرام اس دنیا میں آئے سب نے توکل اختیار کیا حضرت ابراہیمؑ کو دیکھیں کہ جب آپؑ نے نمرود اور اس کی قوم کو ا سلام کی دعوت دی تو سب لو گ آپ کی مخالفت کرنے لگے ۔حتی کہ جب آپ کو آگ میں پھینکا تو اُس و قت بھی آپ نے ا پنے ا للہ پر تو کل ر کھااور ا للہ کے حکم سے آگ ٹھنڈی ہو گئی۔

اسی طرح حضرت اسماعیل اور حضرت حاجرہ کو مکہ کے ویران علاقے میں چھوڑ گئے اور حضرت حاجرہؑ نے سوال کیا کہ آ پ ہمیں اپنی مرضی سے چھوڑ کر جار ہے ہیں یا اللہ تعالی کے حکم سے تو ان کے اس سوال پر حضرت ابرا ہیم نے فرمایا اللہ تعالی کے حکم سے۔ اس پرحضرت حاجرہ نے فرمایا کہ مجھے اپنے اللہ تعالی پر توکل ہے۔

اس ضمن میں حضرت سلطا ن با ہو فر ما تے ہیں :

تلہ بنھ تو کل و الا ہو مر دا نہ تر ئیے ہو
جیں د کھ تھیں سکھ حا صل ہو وے اس دکھ تھیں نہ ڈر ئیے ہو
ان مع ا لعسر یسرا آ یا چت ا سے ول د ھرئیے ہو
اوہ بے پرواہ در گاہ ہے با ھو ا وتھے رو رو حا صل بھر ئیے ہو (۱۰(

حضرت سلطان باہوؒ اپنی کتاب'' عین الفقر'' میں ایک حکایت بیان فرماتے ہیں :

’’نقل ہے ایک بادشاہ نے اپنی بیٹی کا نکاح ایک فقیر سے کر دیا جب وہ فقیر کے گھر پہنچی تو ابھی وہ پائوں سے جوتا بھی نہ اتار پائی تھی کہ اسے وہاں جو کی روٹی نظر آئی۔ اس نے پوچھا یہ روٹی یہاں کیسی؟ فقیر نے جواب دیا رات کو مجھے دو روٹیاں ملی تھیں ایک میں نے کھا لی اور دوسری بچالی ۔یہ سن کر شہزادی رونے لگی۔ فقیر کہنے لگا کیا تو اس لیے روہی ہے کہ تو ایک شہزادی ہے اور ایک مفلس کے گھر آگئی ہے ۔شہزادی کہنے لگی میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ تو درویش نہیں ہے تجھ میں تو کتے کے برابر بھی توکل نہیں ہے کہ تو آئندہ کے لیے روٹی بچا کے رکھتا ہے۔ اب میں تجھ پر حرام ہوں ۔پھر اس نے باپ سے کہا یہ فقیر درویش نہیں بلکہ ایک بے توکل و حریص آدمی ہے جو طمع کی خاطر مال و زر جمع کرتا ہے ‘‘۔ (۱۱(

آقا پاک ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

توکل اور توحید آپس میں بھائی ہیں ،جس نے توکل اختیار کیا ۔اس کو توحید یعنی اللہ تعالی مل گیا ۔

دین اسلام کے ا وا ئل ا یا م میں جب کفار مسلمانوں کو تنگ کرتے تھے تو آقاپاک نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا۔ تمام صحابہ کر ا م ا پنا گھر بار چھوڑ کر ا للہ تعالی کے توکل پر مکہ سے بے سر و سا ما نی کے عالم میں ہجرت کر گئے۔ یہ سارے مسلمان مومن اللہ تعالی کی ذات پر توکل کر کے گئے تو اللہ پاک نے ان کی مدد کی۔

ہجرت کا پہلا واقعہ ہی توکل پر تھا ۔اس کے بعد دیکھیں کہ جب آقا پاک مکہ سے مدینے کی طرف ہجرت کر کے گئے توایک مرتبہ پھر اللہ کی ذات پر توکل کر کے گئے ۔اولیاء کرام کی یہ باتیں ہمیں توکل کی حقیقت بتاتی ہیں کہ کس طرح ان ولی اللہ نے ا پنا ہر معا ملہ رب کے سپر د کیا اور خو د کو در میا ن سے ہٹا دیا اور اللہ نے ہر معاملے میں غیبی مدد کی ۔دین اسلام میں آقا پاکﷺ نے اپنی امت کو توکل کا درس دیا۔اب سوال پیدا ہوتا ہے توکل حاصل کیسے کیا جائے؟

توکل کا تعلق باطن یعنی دل سے ہے اور جب تک دل ماسواء اللہ سے پاک نہ ہو یعنی دل میں اللہ تعالی کی محبت کے علاوہ اور کوئی محبت نہ ہو تو اس وقت تک اللہ تعالی پر توکل حاصل نہیں ہو سکتاکیونکہ اس وجود کا مرکز دل ہے اورجب تک دل طمع اور لالچ سے صاف نہیں ہوتا ۔اور اس میں صرف اور صرف اللہ تعالی کی محبت آباد نہیں ہوتی اس وقت بات نہیں بنتی۔علامہ اقبال فرماتے ہیں :

دل کی آبادی شنہشاہی شکم سامان موت
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھ میں ہے دل یاشکم

اللہ تعالی کی رضا پر راضی ہونا،مصیبت میں صبر حوصلہ اور ہمت سے کام لینااور اپنے ہر کام میں اللہ تعالی کی ذات پر بھروسہ کرنا توکل ہے ۔

سورۃ یوسف میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

’’میں نے اسی پر توکل کیا اور توکل کرنے والوں کو اسی (اللہ تعالی) پر توکل کرنا چاہیے۔‘‘(۱۲ (

حضرت سلطان باہو نے انسان کو ہمیشہ تو کل کادرس دیا کیو نکہ جوبندہ تو کل اختیار کرتا ہے وہ اللہ تعالی کی ذات پر یقین اور بھر وسہ کر تا ہے۔ پھر نہ وہ دنیا کی مرادوں کے پیچھے بھا گتا ہے اور نہ ہی وہ گناہ کی طرف ما ئل ہوتا ہے۔ اکثر معا شرہ میں دیکھا جاتا ہے کہ جب انسان کے پاس ما ل و دولت زیا دہ آجا تی ہے تو پھر انسان عیش عشرت میں پڑجا تا ہے اور اپنے نفس کی خواہشات پیچھے لگ جاتا ہے اور جو انسان اپنے نفس کی خوا ہشات کے پیچھے چل پڑتا ہے وہ خدا ‘رسول پاک اور دین حق سے دور ہو جاتا ہے اس لیے صو فیاء کرام نے مال دولت کو زیادہ جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ایک ضرب المثل بہت مشہور ہے کہ دنیا میں قتل تین وجہ سے ہو تا ہے۔زن ‘ زر اور زمین ۔اگرغو ر کرے تو اس پورے معاشر ہ میں بگاڑ کا سبب ہی یہی تین چیزیں ہیں ۔ حضرت سلطان باھوؒ نے مال و دولت کو دنیا سے تشبیہ دی ہے۔یعنی آدھی لعنت دنیا پرہے اورپوری لعنت د نیا والو ں پر ہے ۔کیو نکہ د نیا وا لے خدا کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے چل پڑ ے ہیں جہنوں نے اللہ تعالی کے راہ میں ا پنا مال و دولت خرچ نہ کیا وہ روز قیامت اللہ تعا لی کے عذاب میں مبتلا ہو نگے۔ آ پ اس بیت کے آخری مصرع میں فر ماتے ہیں کہ جہنوں نے اس دنیا کو ترک کر دیا اور خدا تعالی کی ذات پر تو کل اختیار کیا وہی لوگ کل جنت میں بہاریں لے گے۔آپ فرماتے ہیں :

ادھی لعنت دنیا تائیں ساری دنیا داراں ہو
جیں راہ صاحب دے خرچ نہ کیتی لین غضب دیاں ماراں ہو
پیوواں کولوں پتر کو ہا وے بھٹھ دنیا مکاراں ہو
جنہا ں ترک دنیاں دی کیتی با ہو لیسن با غ بہاراں ہو (۱۳(

سلطان باہو دنیا پر تنقید کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی نفس کو بھی آڑے ہاتھوں لیتے ہیں ۔صوفیا کے نزدیک نفس انسانی خواہشات کا پتلا ہے اور یہ انسان کو خدا کی یاد سے غافل رکھنے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے ۔انسانی خواہشات کے تابع ہو کر انسان خدا پر توکل کو بھول جاتا ہے۔اگر نفس مطمئنہ کی صورت میں ہے تو یہ سب ہمارا دوست ہے ۔سلطان باہو کے نزدیک عام انسان تو ایک طرف یہ نفس زاہد اور عالم کو بھی اپنے جال میں پھنسالیتاہے ۔ سلطان الطاف علی صاحب کے کہتے ہیں

’’جس(مرد کامل نے)نے نفس امارہ پر سوار ہو کر اسے نفس مطمئنہ بنا لیا اس نے اسم اللہ ذات کی (تجلیات کی معرفت) کو پالیا‘‘ (۱۴(

حضرت سلطان باہو ؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں :

ایہو نفس اساڈا بیلی جو نال اساڈے سدھا ہو
زاہد عالم آن نوائے ٹکڑا ویکھے تھدھا ہو
جو کوئی اس دی کرے سواری اس نام اللہ دالدّھا ہو
راہ فقر دا مشکل باہو ماں نہ سیرا رِدھا ہو (۱۵(

د نیا (ما ل و دو لت)ہر گزا نسا ن کو پا ک نہیں ہونے دیتی ہے کہ دنیا کی ہو س انسان کو ہر گناہ میں مبتلا کر دیتی ہے۔آ پ فر ماتے ہیں ۔ جو فقیرفقیری کا دعوی کرتا ہے لیکن اس کے دل سے دنیا

کی حُب نہیں جا تی ہے تو لعنت ہے ایسی فقیری پر جو دنیا کمانے کی غرض سے فقیر بنا بیٹھا ہے ۔یہ دنیا کی محبت اللہ تعالی پر تو کل اختیار نہیں کرنے دیتی اس دنیا کو تین طلا قین دینی چا ہیے کہ جیسا کو عورت کو جب تین طلاقیں ہو جا تی ہے تو وہ شوہر پر حرام ہو جا تی ہے ۔ آپ فر ماتے اسی طرح دنیا کو بھی ا یک سچا فقیر طلاق دے دیتا ہے ۔ یعنی اپنے اوپر دنیا کو حرام کر لیتا ہے۔اور اللہ تعالی کی ذات پر مکمل تو کل اختیا ر کر لیتا ہے۔

ایک اور مقام پر حضرت سلطان باہو اپنے کلام میں فر ماتے ہیں :

ایہہ دنیا ں رن حیض پلیتی ہر گز پاک نہ تھیوے ہو

جیس فقر گھر دنیاں ہووے لعنت اس دے جیوے ہو

حب دنیاں دی رب تھیس موڑ ے ویلے فکر کیچھوے ہو

سہ طلاق دنیا نوں د یجیے باہوسچ پچھوے ہو (۱۶(

دنیا کے طلب گا ر ہمیشہ در بدر پھرتے ہیں جس طرح کتے ہڈی کو لنیے کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے اور پھر آپس میں لڑتے ہیں اسی طرح دنیا دار دنیا کو حا صل کر نے کے لئے لڑتے ہیں ۔ حضرت سلطان باہو کے نز دیک یہ دنیا انسان کو اللہ تعالی سے دور کر دیتی ہے ایک بات یہ یاد رکھنی چاہیے کہ صوفیاء کرام کے نزدیک ہر وہ چیز دنیا ہے جو انسان کو اللہ تعالی سے دور کر دے ۔وہ ہمیں اس سے دوری کا درس د یتے ہیں ۔رزاق اللہ تعالی کی ذات ہے اور اس نے اس جہان کی روزی کا ذمہ بھی اٹھا یا ہو اہے لیکن انسان پھر بھی اس دنیا کو حا صل کر نے کے لئے دن رات ایک کر دیتا ہے لیکن جب اس دنیا سے جا تا ہے تو کو ئی چیز ساتھ لے کے نہیں جا تا ۔اس لئے ہمیں اس دنیا میں اللہ تعالی کی ذات پر مکمل تو کل کر نے اور اللہ تعالی کا قرب حا صل کر نے کی کو شش کر تے ر ہنا چا ہیے ۔دنیا کی مرادوں کے پھیچے نہ بھا گے حضرت سلطان نے دنیا کی محبت کی نفی کی ہے کیو نکہ یہ انسان کو اللہ تعالی سے دور کر دیتی ہے ۔اللہ تعالی تو کل کر نے کر ہی سے انسان اس دنیا میں کامیاب و کامران ہو تا ہے۔اس لئے حضرت سلطان باہوؒ اپنے کلام میں فر ماتے ہیں ۔ایک اور مقام پر آ پ فرماتے ہیں ۔

دنیا ڈھونڈن والے کتے در در پھر ن حیرانی ہو

ہڈی اتے ہو ڑ تہناں وی لڑ دیاں عمر وہانی ہو

عقل دے کو تا ہ سجھ نہ جا نن پیون لوڑ ن پانی ہو

باجھوں ذکر ربے دے با ہو کو ڑ ی رام کہانی ہو (۱۷(

جو انسان ترک دنیا اور اور اللہ تعالی کی ذات پر پو را تو کل کر لیتا ہے اسے ہی وہ فقر عطا ہو تاہے۔ جس کے متعلق آقا پاک نے فر ما یا ’’فقر پر مجھے فخر ہے اور فقر میرے اندر کا نو ر ہے۔‘‘جو تارک دنیا بن جاتے ہیں اور اپنے دل میں اللہ تعالی کی محبت کے علاوہ اور کوئی محبت نہیں رکھتے پھر انہیں اللہ تعا لی قر بت نصیب ہو جاتی ہے ۔ یعنی انہیں بار گا ہ قرب حا صل ہو جاتا ہے ۔ حضر ت سلطان اپنی کتاب عین الفقر میں فرما تے ہیں ۔’’ اسباب کو چھوڑ اور سبب کو تلا ش کی ‘‘۔(۱۸)جو سبب کو تلا ش کر لیتا ہے اللہ تعالی اسے ہر چیز پر قادر کر دیتا ہے۔

تارک دنیا تدتھیوسے جداں فقر ملیوسے خاصا ھو
راہ فقر دا تدلدھیوسے جداں ہتھ پکڑیوسے کاسا ھو
دریا وحدت دا نوش کیتو سے اجاں بھی جی پیاسا ھو
راہ فقر رت ہنجوں روون باہو لوکاں بھانے باسا ھو (۱۹)

سلطان باہو صاحب کی شاعری میں دنیا کے پیچھے بھاگنے ' لالچ اور طمع کے رسیا ہونے پر جگہ جگہ تنقید کی گئی ہےدنیا وی مال و دولت اور مرتبے کے پیچھے بھاگنا در اصل اللہ تعالی کی ذات پر توکل نہ ہونے کی ایک صورت ہے ۔سلطان باہو سمجھتے ہیں کہ جو کچھ اپنے پاس ہے اسے جمع کرنے کی بجائے راہ خدا میں خرچ کردیناچاہیئے۔ اُن کے نزدیک جو لوگ مال جمع کرتے ہیں ان پر اللہ کا غضب ہو گا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ مال دنیا ہے اوریہ دنیا تباہی کے راستے کی طرف لے جاتی ہے ۔اس لیے ترکِ دنیا میں ہی فائدہ ہے اور یہ ہی توکل ہے۔

سلطا ن با ہو کے نقطہ نظر کے مطا بق د ین اور د نیا دو نوں سگی بہنیں ہیں ۔شر یعت کی رو سے دو نو ں بہنیں کسی ا یک مر د کے نکا ح میں نہیں آ سکتی۔آپ ہمیں سمجھا تے ہیں کہ اسی طر ح جو لوگ تو کل ا ختیا ر کر لیتے ہیں وہ د نیا کے پیچھے نہیں بھا گتے۔ ایک جگہ آپ فر ماتے ہیں :

دین تے دنیا دونو یں بھینا ں تینوں عقل نہیں سمجھیندا ھو
دونویں اکس نکاح وچ آون تینوں شرع نہیں فرمیندا ھو
جویں ا گ تے پا نی تھا ں ہیکی وچ وا سا نہیں کریندا ھو
دو ہیں جہانیں مٹھا باہو جھیڑا دعوے کوڑ کریندا ھو (۲۰)

الغرض سلطان باہوؒ کا شیریں کلام کئی صدیوں سے عوام کے کانوں میں رس گھول رہا ہے۔آپؒ کے پورے کلام میں جہاں حکمت و معرفت اور محبت و اخلاص کا درس ملتا ہے وہاں پر آپ کی سی حرفیوں میں توکل کی گہری چھاپ نظر آتی ہے آپ نے اپنے کلام میں دنیا کو اپنے رب پر توکل کرنے کا درس دیا ہے کیونکہ آپؒ جانتے ہیں کہ یہی وہ عمل ہے جس پر عمل کر کے انسان نا صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے ۔

حوالہ جات:

(۱) اقبال صلاح الدین، وڈی پنجابی لغت، لاہور: عزیز پبلشرز، ۲۰۰۲ ، ص ۸۲۰
(۲) القرآن، سورہ ال عمران، آیت ۱۵۹
(۳)
(۴) القرآن، سورہ المائدہ، آیت ۲۳
(۵) صدیق صادق، مئولف! کمالات برکت، فیصل آباد، سلیم پل کیمپ دارالاحسان، ۲۰۰۴، ص۔ ۱۴۳.۴۴

(۶) عبدالاحد قادری، مولانا، الفتح الربانی، لاہور: قادری رضوی کتب خانہ، ۲۰۰۳، ص ۔۶۲

(۷) سورہ ہود۔ آیت ۶

(۸) اقبال صلاح الدین، مرتب؛ لعلاں دی پند، لاہور: عزیز پبلشرز، ۱۹۹۲ء، ص ۳۷۸

(۹) سلطان الطاف علی، ڈاکٹر، ابیات باہوؒ، لاہور: باہو پبلیکیشنز، ۲۰۱۲ء، ص۳۳۳

(۱۰) ایضاً ، ص ۱۹۴

(۱۱) سلطان باہو، حضرت، عین الفقر، مترجم؛ سید امیر خاں نیازی، لاہور: العارفین پبلی کیشنز، اکتوبر ۲۰۱۱ء، ص ۳۴۳

(۱۲) القرآن، سورہ یوسف، آیت ۶۷

(۱۳) سلطان الطاف علی، ڈاکٹر، ابیات باہوؒ، ص ۹۰

(۱۴) ایضاً ، ص ۸۱

(۱۵) ایضاً ، ص ۸۱

(۱۶) ایضاً ، ص ۹۳

(۱۷) ایضاً ، ص ۳۲۳

(۱۸) سلطان باہو، حضرت، عین الفقر، مترجم؛ سید امیر خاں نیازی، ص۲۱۲

(۱۹) سلطان الطاف علی، ڈاکٹر، ابیات باہوؒ، ص۱۹۰

(۲۰) ایضاً ، ص ۳۱۷

/....../